# جلتا ہوا جنگل، خاموش چشمہ

تحقیق و تحریر: دانیال ندیم

پیشکش: سوک فریمز

تعاون: منارہ پالیسی اینڈ پریکٹس

فارس کو سب سے پہلے شہد کی بو میں تبدیلی محسوس ہوئی۔

اس کے چھتے جنگل کے کنارے، ایک پرانے چشمے کے قریب رکھے تھے۔ پہلے بہار آتی تو شہد میں جنگلی پھولوں کی خوشبو ہوتی، ہلکی، تازہ اور دیر تک رہنے والی۔ اس سال شہد گاڑھا ضرور تھا، مگر ذائقے میں خشکی تھی، جیسے مکھیاں پھولوں کے بجائے دھول چن لائی ہوں۔

"پھول کم ہیں،" اس نے شیشی روشنی کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

جنگل کا محافظ یوسف پاس کھڑا تھا۔ اس نے چشمے کی طرف دیکھا، جہاں کبھی پتھروں کے درمیان پانی چمکتا تھا۔ اب وہاں صرف گیلی لکیر باقی تھی۔

"پھول کم نہیں ہوئے،" یوسف نے کہا، "ان کا وقت بدل گیا ہے۔ کچھ کھلے ہی نہیں، کچھ جلد سوکھ گئے۔"

فارس نے کندھے اچکائے۔ "ہر سال موسم بدلتا ہے۔ اگلی بارش سب ٹھیک کر دے گی۔"

یہ وہ جملہ تھا جو گاؤں کے لوگ کئی برس سے کہتے آ رہے تھے۔

چشمہ پہلے موسم گرما کے آخر تک بہتا تھا۔ پھر جون میں خشک ہونے لگا۔ اس سال اپریل ہی میں اس کی آواز دب گئی۔ عورتیں پانی کے لیے نیچے وادی تک جانے لگیں، مویشی دور لے جائے جانے لگے اور جنگل کے اندر نم رہنے والی زمین بھربھری ہو گئی۔

یوسف ہر صبح گشت پر نکلتا تو درختوں کی چھال، سوکھے پتوں اور گھاس کی حالت نوٹ کرتا۔ اسے سب سے زیادہ خوف ان لمبی، سخت جھاڑیوں سے تھا جو خشک ڈھلوانوں پر تیزی سے پھیل رہی تھیں۔ وہ معمولی چنگاری کو بھی راستہ دے سکتی تھیں۔

ایک دن اسکول کی بارہ سالہ طالبہ مہرین اس کے ساتھ ہو لی۔ استاد نے بچوں سے کہا تھا کہ اپنے علاقے میں موسم کی تبدیلی کی نشانیاں لکھیں۔

"چشمے کا پانی کیوں کم ہوا؟" اس نے پوچھا۔

"ایک وجہ نہیں ہوتی،" یوسف نے کہا، "بارش کم ہو، گرمی بڑھے، درخت کٹیں، زمین پانی جذب نہ کر سکے، سب مل کر اثر ڈالتے ہیں۔"

مہرین نے نوٹ بک میں لکھا: جنگل پیاسا ہو تو آگ جلد پکڑتا ہے۔

فارس نے یہ جملہ پڑھا تو ہنس دیا۔ "جنگل کوئی آدمی ہے؟"

مہرین نے جواب دیا، "آدمی پیاسا ہو تو کمزور ہوتا ہے۔ جنگل کیوں نہیں؟"

جون کے آغاز میں ہوا گرم اور خشک ہو گئی۔ شہد کی مکھیاں چھتوں سے نکلتی ضرور تھیں، مگر جلد واپس آ جاتیں۔ پھولوں میں رس کم تھا۔ فارس کے کئی چھتے کمزور پڑنے لگے۔

پھر ایک دوپہر پہاڑی کے پیچھے دھواں اٹھا۔

ابتدا میں لوگوں نے سمجھا کسی نے کھیت کا کوڑا جلایا ہے۔ مگر ہوا نے دھوئیں کو موٹا کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں نارنجی شعلے خشک گھاس کے ساتھ دوڑنے لگے۔

یوسف نے گاؤں میں گھنٹی بجوائی۔ مرد بیلچے اور گیلی بوریاں لے کر نکلے۔ عورتیں بچوں اور مویشیوں کو نیچے کی طرف لے جانے لگیں۔ فارس اپنے چھتوں کی طرف دوڑا۔

"انہیں چھوڑ دو!" یوسف نے آواز دی۔

"یہی میری روزی ہیں!"

فارس نے ایک چھتا اٹھایا، مگر گرم ہوا میں مکھیاں بے قابو ہو کر اس کے گرد پھیل گئیں۔ دھواں آنکھوں میں بھر گیا۔ اس نے دوسرا چھتا اٹھانے کی کوشش کی تو قریب کی جھاڑی بھڑک اٹھی۔

مہرین، جو اپنی ماں کے ساتھ جا رہی تھی، واپس دوڑی۔ اس نے فارس کا بازو پکڑا۔

"چچا، چشمے کی طرف مت جائیں۔ وہاں پانی نہیں ہے!"

یہ جملہ فارس پر کسی ضرب کی طرح لگا۔ وہی چشمہ جس پر سب ہمیشہ بھروسا کرتے تھے، اب آگ کے وقت کسی کام کا نہ تھا۔

یوسف نے دونوں کو پیچھے دھکیلا۔ لوگوں نے آگ کا راستہ روکنے کے لیے خشک جھاڑیاں کاٹیں اور مٹی کی پٹی بنائی۔ شام تک آگ کا بڑا حصہ قابو میں آ گیا، مگر جنگل کا ایک وسیع ٹکڑا سیاہ ہو چکا تھا۔ فارس کے آدھے چھتے جل گئے تھے۔

اگلی صبح خاموشی سب سے زیادہ خوفناک تھی۔

نہ پرندوں کی آواز، نہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ جلے ہوئے تنوں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ زمین پر راکھ کی باریک تہہ تھی۔

فارس ایک ٹوٹے چھتے کے پاس بیٹھ گیا۔ مہرین نے اپنی نوٹ بک کھولی۔ اس نے گزشتہ مہینوں کی تاریخیں دکھائیں، چشمے کا کم ہوتا پانی، جلد مرجھاتے پھول، کم ہوتی مکھیاں، پھیلتی خشک جھاڑیاں۔

"آگ اچانک نہیں آئی تھی،" اس نے کہا، "ہم اسے آتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔"

فارس نے پہلی بار اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

آگ کے بعد گاؤں میں اجلاس ہوا۔ کچھ لوگ صرف مزید پانی کے ٹینک خریدنے کی بات کر رہے تھے۔ یوسف نے کہا، "ٹینک ضروری ہیں، مگر جنگل کو صرف آگ کے دن پانی نہیں چاہیے۔"

مہرین کے استاد نے بچوں کی نوٹ بکس سامنے رکھ دیں۔ ان میں چشمے کی بدلتی حالت، پھولوں کے اوقات اور خشک مقامات کے نقشے تھے۔

لوگوں نے فیصلہ کیا کہ چشمے کے اوپر کی ڈھلوان پر کٹائی روکی جائے گی، بارش کا پانی روکنے کے لیے چھوٹے بند بنائے جائیں گے، خشک اور پھیلتی ہوئی جھاڑیوں کی باقاعدہ صفائی ہوگی اور جنگل کے کنارے آگ روکنے والی خالی پٹیاں قائم کی جائیں گی۔ فارس نے چند نئے چھتے محفوظ جگہ پر رکھنے اور مقامی پھول دار پودے لگانے کی ذمہ داری لی۔

اگلے موسم میں چشمہ پوری طرح واپس نہ آیا۔ اس کی دھار کمزور تھی، مگر پتھروں کے درمیان پھر ہلکی آواز سنائی دیتی تھی۔

مہرین نے پانی کے قریب ایک مکھی کو پھول پر بیٹھتے دیکھا۔

"چشمہ بول رہا ہے،" اس نے کہا۔

فارس نے غور سے سنا۔ پھر بولا، "اب ہمیں بھی خاموش نہیں رہنا چاہیے۔"

دور جلے ہوئے جنگل میں نئی سبز کونپلیں نکل رہی تھیں۔ وہ بہت کم تھیں، مگر راکھ کے درمیان ان کا رنگ پہلے سے زیادہ واضح دکھائی دیتا تھا۔

# ماخذی نوٹ

یہ کہانی World Bank کی رپورٹ "Continental Drying: A Threat to Our Common Future" میں بیان کردہ شواہد، مشاہدات اور بنیادی نکات سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کا مقصد رپورٹ میں پیش کیے گئے مسائل کو عام قارئین کے لیے ایک بیانیہ انداز میں پیش کرنا ہے۔

کہانی میں زیرزمین پانی کے تیزی سے کم ہوتے ذخائر، آب پاشی کے لیے ضرورت سے زیادہ پمپنگ، پانی کی کم قیمت یا بے ضابطہ توانائی کے باعث بڑھتے ہوئے اخراج، اور صرف تکنیکی کارکردگی پر انحصار کرنے کے بجائے اجتماعی نگرانی، مناسب فصلوں کے انتخاب اور پانی کے اخراج کی حدود مقرر کرنے کی ضرورت جیسے موضوعات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ غزاوش کے مطابق غیر برفانی خشک ہوتے علاقون میں پانی کے ذخیرے میں کمی کا سب سے بڑا حصہ زیپرزمین پانی کے زوال سے متعلق ہے۔ اس کہانی کے گاؤں، کردار، مکالمے اور تمام واقعات مکمل طور پر فرضی ہیں۔

MANĀRA
POLICY & PRACTICE

www.civicframes.org
www.manarapolicy.com

CIVIC FRAMES
lighting the Path